رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

تاریخہائے اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی

۱- عوام سے	(ہ صہ)
۲- خواص سے	(ع ۱۰)
۳- ہندوستان سے باہر	(ے)
۴- غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	(ے ۱۲)

نمبر ۶ | قادیان دار الامان ۱۴ فروری ۱۹۱۰ء مطابق ۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

اے بخبر بخدمت قرآں کمر بہ بند ٭ زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا ہے اور یہ التزام کیا گیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے۔ متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں۔ جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنسدان بھی مزا اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تین پارے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر سہ (تین روپیہ) تفسیر سورہ بقرہ مکمل تین روپے چار آنے

تصوف کا خزانہ معرفت اور حقائق کا گنجینہ

یعنی

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پچیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہائت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات بڑے عظیم الشان مسائل تصوف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کے اسرار کے امین ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کوئی ان کو پڑھے۔ اور گرویدہ نہ ہو جائے۔ یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور موتیوں کے برابر تولنے میں بھی سستا ہے۔ بایں قیمت صرف ۱۰ فی جلد

دوسری جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات طبع ہوں گے اور بحمد للہ کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے۔

پتہ :- تمام درخواستیں یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں

مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰہِ یعنے اگر کوئی معاف کر دیوے مگر اس میں اصلاح ہو۔ تو اُس کا اجر خدا دیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ عفو تو اچھی صفت ہے۔ مگر اگر نتیجہ بد نکلے۔ تو یہ ٹھیک نہیں۔ ایک مرتبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بعض لوگ آئے۔ اور اُن کو فرمایا۔ کہ دیکھو اب پہلے یہ رسم تھی کہ اگر غریب لوگوں کا بچہ کوئی چوری کرتا۔ تو اُس کے ہاتھ قطع ہوتے تھے۔ اور اگر کسی امیر کا بچہ ایسا کرتا تھا۔ تو اُسے سو طرح کے عذر نکال کر چھڑا دیتے تھے۔ اب یہ سُن لو۔ کہ اگر فاطمہ میری بیٹی بھی گناہ کرے گی۔ تو اُس سے بھی بدلہ لیا جاویگا۔ اسی طرح انجیل کی تعلیم یہودیوں کے درست کرنے کے واسطے تھی۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ پیغمبر صاحب کا زمانہ آئیگا۔ اس لئے یہ تعلیم چند روزہ تھی۔ اب دیکھو۔ انگریز جو عدالتوں وغیرہ میں سزا دیتے ہیں۔ وہ انجیل کے موافق نہیں دیتے۔ وہ اُس پر چلیں تو ساری سلطنت جاتی رہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیجا ہے۔ کہ اُس میں عدل اور موافق زمانہ تعلیم ہے یعنے اگر گنہگار بندہ آجاوے۔ تو اُسے جبتک مارینگے نہیں۔ وہ کب باز آویگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایتاء ذوی القربیٰ کی تعلیم اسی واسطے دی۔ کہ جس طرح ماں بچے کو پیار کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے تعلیم کے اسی واسطے دو حصے رکھے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا کا حصہ اور دوسرے خلق کا حصہ۔ پہلے بھی کئی مرتبہ بتلایا گیا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی ضرورت یہی تھی۔ کہ وہ سارے مذہب مر گئے تھے۔ اب دیکھلو کہ چالیس کروڑ آدمی دُنیا میں عیسائیوں کا موجود ہے عیسائی خدا کو جانتے ہی نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا جانتے ہیں۔ کئی جگہ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ اس کو یہودیوں نے طمانچے مارے۔ بہت سا ذلیل کیا (اب حضرت صاحب کی آواز آنی کم ہو گئی۔ اس لئے یہیں چھوڑ دیا گیا)

اِسلامی دُنیا

فرمان سلطانی۔ جب امیر مکہ محل شاہی کے قریب پہنچے۔ تو فوج نے صف بستہ سلام کیا۔ باجے نے خیر مقدم کا نغمہ گایا۔ توپیں سر ہوئیں۔ گورنر۔ امیر الحاج اور امین الصرۃ نے استقبال کیا۔ جب آپ بیٹھ گئے۔ وزیر حسین امین الصرۃ نے آگے بڑھ کر امیر المومنین کی جناب سے صادر شدہ فرمان پیش کیا۔ جو عید الضحیٰ کے دوسرے روز سرکاری طور پر منا میں حجاج کے سامنے پڑھے جانے کے لئے تھا۔ جسے انہوں نے ہاتھ میں تعظیماً کھڑے ہو کر چوما اور سر سے لگایا۔ پھر ضیا بک دیوان آفندی ترکی الامارت کے حوالہ کیا جنہوں نے اسی طرح اُس کی تعظیم کی۔ اسی تاریخ کو محمل مصری اپنے مکمل جلوس کے ساتھ عرفات کو روانہ ہوا۔ سب سے آگے سوار تھے پھر توپخانہ۔ پھر باجہ۔ اس کے بعد پیادہ فوج۔ ان کے پیچھے امیر الحاج اس کے بعد محمل شریف۔ جو سرکاری زینت سے مزین تھا۔ لوگوں نے احرام کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس وقت باجے کی آواز لبیک کے نعروں سے مل کر عجیب لطف پیدا کر رہی تھی۔ ۹ تاریخ کی صبح کو جناب امیر مکہ اور گورنر حجاز عرفات میں پہنچے اور بسمت جنوب اس وقت لبیک کے نعرے ہاں کوئے احدیت اپنے دلگداز نعروں سے دشت و جبل کا کلیجہ ہلاتے رہے۔ زوال کے بعد غسل و وضو کے ساتھ وقوف کی تیاری میں لگ گئے۔ عصر کے وقت مکہ مکرمہ کے قاضی القضاۃ حسن فہمی آفندی نے حسب معمول جبل رحمت پر چڑھ کر حزب الاعظم پڑھی۔ لوگ ان کی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ غروب کے بعد توپوں کے فیر کے ذریعہ سے عرفہ سے مزدلفہ کو کوچ کی عام اطلاع دی گئی۔

موسیو گریباس۔ موسیو موصوف سفیر یونان مقیم آستانہ نے ایک سیاسی لکچر دیا۔ جس میں بیان کیا۔ کہ اس سال میں انقلاب ترکی میں واقع ہوا ہے۔ وہ بہت بڑے سیاسی واقعات میں سے ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ انقلاب انتظام اور سکونت کی حیثیت سے ایک عدیم النظیر انقلاب ہے اور اگرچہ اس انقلاب سے عام دول عالم کو خوشی ہوئی۔ مگر جو خاص خوشی یونان کو ہوئی ہے۔ وہ کسی کو نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہم ترکی سے محبت و خیر خواہی کا روحانی رابطہ رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے ہم طبعاً حریت اور آزادی کے

کارخانہ اخبار الحکم کی رعائتی اور جدید کتابوں کی میعاد

میں

اضافہ

۲۰ جنوری ۱۹۰۹ء کے الحکم میں ہمیشیرزادہ ایڈیٹر کے بڑے بیٹے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کا ایک مضمون جو پہلا مضمون ہے نکلا ہے۔ میں اس خوشی کے شکریہ میں رعائتی کتابوں کی قیمت کی میعاد کو جو ۱۵ جنوری ۱۹۰۹ء کو ختم ہوئی ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۰۹ء تک وسیع کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی اخبار الحکم کے پچھلے فائلوں کی قیمت میں بھی بہت رعائت کرتا ہوں۔ اخبار الحکم کے پچھلے فائل نہائت بیش قیمت اور نادر مضامین کا خزینہ ہیں۔ حضرت اقدس کے مکتوبات۔ الہامات۔ آپ کے ملفوظات کے علاوہ بزرگان ملت کے خطبے۔ لیکچر۔ خطوط اور ایڈیٹر الحکم کے لکھے ہوئے مضامین ہیں۔ یہ فائل اب دوبارہ نہیں چھپ سکتے۔ اس لئے جو صاحب فائدہ اٹھانا چاہیں۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اخبار کے فائل صرف ۲۵۔ اس قیمت پر دیئے جائیں گے۔ جو ان کے بالمقابل درج ہے۔ تمام درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی۔ پی ہوگی۔ لیکن اخبار کے فائل طلب کرنے والوں کو قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنی چاہئے۔ اخبار الحکم کے پرانے فائل جن کی صرف ۲۵ جلد کی رعائت ہے۔ اس کے علاوہ ہر سال کا فائل عہ سالانہ قیمت پر ملیگا۔ ۱۹۰۳ء لغائت ۱۹۰۸ء اصل قیمت جس پر فروخت ہوتے رہے ہیں۔ ساٹھ روپیہ۔ رعائتی قیمت صرف پچیس روپیہ ۲۵ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ صرف پچیس جلدوں پر رعائت ہے اس لئے جلدی کریں۔

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل: حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اچھوتی اور پرانی تحریروں کے سلسلے میں بالکل نایاب اور نادر مجموعہ۔ یہ مجموعہ مکتوبات آپ کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ میں ان کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا بجز اس کے کہ تصوّف اور معرفت کا نایاب خزانہ ہے عجیب و غریب مضامین ان میں درج ہیں اور حضرت اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پاک سیرۃ کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ابتدا ہی سے آپ خدمتِ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے کسقدر جوش دل میں رکھتے تھے۔ یہ کتاب بالکل ہی بِک چلی گئی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۱۰؍

حقیقت نماز: جس میں نماز کی حقیقت۔ ارکان نماز کا فلسفہ نہائت خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نماز کے متعلق ضروری مسائل درج ہیں۔ تین سو صفحوں پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور آخر میں قرآن مجید کے آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ جس کی تالیف پر ایڈیٹر الحکم کو ناز ہے۔ قیمت فی جلد عہ۔ رعائتی ۱؍

الاسماء الحسنیٰ: یہ کتاب حضرت باری عز اسمہٗ کی صفات اور اسماء کے متعلق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی جو تفصیل قرآن مجید میں آئی ہے اس کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۱۲؍ رعائتی ۲؍

سلک مروارید۔ ہر دو حصہ۔ ایک مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ جو خصوصیت سے عورتوں کے لئے حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے ماتحت قصّہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اور اس قدر مقبول ہوا۔ کہ تیسری مرتبہ چھاپنے کی ضرورت پڑی۔ ہر دو حصّہ۔ قیمت ۱۰؍ رعائتی ۸؍

اصلاح النظر۔ ایک آریہ کے جواب میں حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح کے خاص حکم سے لکھا گیا۔ صرف چند جلد باقی ہیں۔ کوئی رعائت نہیں۔

متفرق کتابیں

جن کی قیمت میں ¼ کی رعائت کی گئی ہے۔ اصل قیمت درج ہے ¼ لیا جاوے گا۔

مراۃ الجہاد: مسئلہ جہاد پر مبسوط اور مفصل کتاب۔ لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب تین سو سے زائد صفحوں کی کتاب۔ قیمت عہ

آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے۔ ان اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے۔ قیمت ۱۲؍

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے نماز کے اسرار پر ایک لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲؍

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ۔ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۳؍

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی قلم سے ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲؍

نور القرآن حصّہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۸؍

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۶ء دارالامان میں دسمبر ۹۶ء اخیر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت نے تین زبردست تقریریں فرمائیں۔ قیمت عہ

خطبات کریمیہ۔ قیمت ۴؍۔ الانذار۔ قیمت ۴؍

تفسیر سورۃ تبت ۴؍۔ سواء السبیل نمبر ۱ ار نسخ۔ رد شیعہ ۲؍ ضرورۃ الامام ۱۰؍ قصیدہ ضوابط الدعوۃ الحق نمبر ۲ قیمت ۲؍ مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور دعا قیمت ۱؍ نمونہ قرآن مجید ۳؍ محمود کی آمین قیمت ۲ پائی۔ دوسرا ہنگ مقدس حصہ دوم ۸؍ تحفہ احمدیار

ہوشیار باش!

ذیل میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس نادر نظم کے کچھ اشعار درج کرتا ہوں۔ جو حضرت ممدوح و مغفور نے براہین احمدیہ کی پانچویں جلد کے شروع میں لکھے ہیں۔ چونکہ نظم بالطبع انسان کو پسند ہے۔ اس لئے کبھی کبھی ایسی نظمیں جو حضرت مہدی مغفور کی قلم سے نکلی ہوں تازہ یا پرانی۔ شائع شدہ یا غیر مطبوعہ الحکم میں درج ہوتی رہا کرینگی انشاء اللہ العزیز۔

یہ نظم ایک عجیب تعلیم اور ہدایت۔۔۔۔۔ کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ کہ ہم حضرت امام علیہ السلام کے منشاء کو پورا کرسکیں۔ آمین! ایڈیٹر

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جدا

اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدّعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

اے حبِّ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جاکے اُن کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اِک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اِک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اِک دن تمہارا لوگ جنازہ اُٹھائیں گے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئیں گے

اے لوگو! عیشِ دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بُلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو! فقط قصّوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصّہ جات ہیں
اُن سے رہیں الگ جو سعید الصّفات ہیں

صد حیف اِس زمانہ میں قصّوں پہ ہے مدار
قصّوں پہ سارا دین کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس یہ خدائے قصّہ خدائے جہاں نہیں

دُنیا کو ایسے قصّوں نے یکسر تبہ کیا
مُشرک بناکے کفر و دیا روسیہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اس کو کردگار
اُس کے لئے حرام جو قصّوں پہ ہو نثار

اُس کا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نُور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اُس کے دل سے دُور

تا اُس کے دل پہ نورِ یقیں کا نزول ہو
تا وہ جنابِ عزّ و جل میں قبول ہو

قصّوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانوں یہ طریق سراسر محال ہے

قصّوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصالِ خدا ایسی راہ سے

مردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کرسکے
اُس سے تو خود محال کہ رہ بھی گذر سکے

وہ راہ جو ذاتِ عزّ و جل کو دکھاتی ہے
وہ راہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ راہ جو یارِ گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ راہ جو جامِ پاکِ یقین کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پر دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصّوں میں اُن کا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہِ خدا کی خبر نہیں

اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی نشاں سے ہے
سچ ہے کہ سب ثبوتِ خدائی نشاں سے ہے

کوئی بتائے ہم کو کہ غیروں میں یہ کہاں
قصّوں کی چاشنی میں حلاوت کا کیا نشاں

یہ ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھایئے
ورنہ گزاف قصّوں پہ ہرگز نہ جایئے

جب سے کہ قصّے ہو گئے مقصود راہ میں
آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں۔

تُم دیکھتے ہو قوم میں عفّت نہیں رہی
وہ صدق وہ صفا وہ طہارت نہیں رہی

مومن کے جو نشاں ہیں وہ حالت نہیں رہی
اُس یارِ بے نشاں کی محبت نہیں رہی

اِک سیل چل رہا ہے گناہوں کا زور سے
سُنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

کیوں بڑھ گئے زمیں پہ بُرے کام اسقدر
کیوں ہوگئے عزیزو! یہ سب لوگ کور و کر

کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفا نہیں
کیوں اسقدر ہے فسق کہ خوف و حیا نہیں

کیوں زندگی کی چال سبھی فاسقانہ ہے
کچھ اِک نظر کرو کہ یہ کیسا زمانہ ہے

اس کا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دُنیائے دوں کی دِل میں محبت سما گئی

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے

ہر دم کے خبث و فسق سے دل پر پڑے حجاب
آنکھوں سے اُن کی چھُپ گیا ایماں کا آفتاب

جس کو خدائے عزّ و جل پر یقیں نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مل کے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

وہ اُس کے ہوگئے ہیں اُسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اُسی کے ہاتھ سے اک جام پیتے ہیں

جس مے کو پی لیا ہے وہ اُس مے سے مست ہیں
سب دُشمن اُن کے اُن کے مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رُخِ خوبِ یار سے
ڈرتے کبھی نہیں وہ دشمن کے وار سے

اُن سے خدا کے کام بھی معجزانہ ہیں
یہ اس لئے کہ عاشقِ یارِ یگانہ ہیں

اُن کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
اُن کے لئے نشان دکھاتا ہے کارساز

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ اُنہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُن کے مارنے کے لئے چال چلتے ہیں
جب اُن سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رُعب نشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

اُس ذاتِ پاک سے جو دِل لگاتا ہے
آخر وہ اُس کے رحم کو ایسا ہی پاتا ہے

جن کو نشانِ حضرتِ باری ہوا نصیب
وہ اُس جنابِ پاک سے ہردم ہوئے قریب

کھینچے گئے کچھ ایسے کہ دُنیا سے سوگئے
کچھ ایسا نُور دیکھا کہ اس کے ہی ہوگئے

بن دیکھے کیسے پاک ہو انساں گناہ سے
اس چاہ سے نکلتے ہیں لوگ اس کی چاہ سے

تصویرِ شیر سے نڈرے کوئی گوسپند
نے مارِ مُردہ سے ہے کچھ اندیشۂ گزند

پھر وہ خدا جو مُردہ کی مانند ہے پڑا
پس کیا اُمید ہے ایسے اور خوف اُس سے کیا

ایسے خدا کے خوف سے دل کیسے پاک ہو
سینہ میں اُس کے عشق سے کیونکر تپاک ہو

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دِل

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

جب تک خدائے زندہ کی تم کو خبر نہیں
بے قید اور دلیر ہو کچھ دل میں ڈر نہیں

سو روگ کی دوا یہی وصلِ الٰہی ہے
اس قید میں ہر ایک گنہ سے رہائی ہے

پر جس خدا کے ہونے کا کچھ بھی نہیں نشاں
کیونکر نثار ایسے پہ ہو جائے کوئی جاں

ہر چیز میں خدا کی ضیاء کا ظہور ہے
پر پھر بھی غافلوں سے وہ دلدار دُور ہے

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

عاشق جو ہیں وہ یار کو مر مر کے پاتے ہیں
جب مر گئے تو اُس کی طرف کھینچے جاتے ہیں

یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دلبر کی مرنے والوں پہ ہردم نگاہ ہے

ناپاک زندگی ہے جو دوری میں کٹ گئی
دیوار زہدِ خشک کی آخر کو پھٹ گئی

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہردم اسیرِ نخوت و کبر و غرور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو

لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیِ خدا

جو مر گئے اُنہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

شوخی و کبر دیوِ لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے

اے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں

بے احتیاط اُن کی زباں وار کرتی ہے
اِک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے

اِک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں

کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
اُٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن

سب عضو سست ہوگئے غفلت ہی چھا گئی
قوت تمام نوکِ زباں میں ہی آگئی

یا بد زباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما

شاید تمہارے فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائشِ ربِّ غفور ہو

پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشمِ خدائے پاک

گر ایسے تم دلیریوں میں بے حیا ہوئے
پھر اتقا کے سوچو کہ معنے ہی کیا ہوئے

موسیٰ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہوگیا
قرآں میں جو خضر نے کیا تھا۔ پڑھو ذرا

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے
یہ کیسی عقل تھی کہ براہِ خطر گئے

بدبخت تو تمام جہاں سے وہی ہوا۔
جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جاگرا
پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبت ربّ العباد سے
دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اِک زباں ہے عضو نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیّدنا سیّد الوریٰ

مختصر نوٹ

انجمن مجاہدین × مستشار العلماء

حساب جاننے والے جانتے ہیں کہ (×) ضرب کی علامت ہے۔ ناظرین کو مندرجہ حاشیہ دو انجمنوں کے درمیان اس علامت کا دیکھنا عجیب معلوم ہوگا مگر ان کی حیرانی ابھی دور ہو جائے گی۔ لاہور میں تھوڑے دن ہوئے کہ ایک انجمن بنام انجمن مجاہدین قائم ہوئی تھی۔ جس کے مقاصد و اغراض غیر مذاہب کے حملوں کا جواب دینا قرار پایا تھا۔ پچھلے سال جب لارڈ کارنہ کی طرف بعض لوگ آریہ بنائے گئے تھے۔ موجودہ انجمن مجاہدین میں کے بعض آدمیوں نے وہاں جا کر کوشش کی تھی۔ اور انہیں آریہ ہونے سے بچایا۔ اور کچھ نومسلم بھی کئے۔ اب انہیں نے ایک باقاعدہ انجمن کے ذریعے کام شروع کرنا چاہا۔ ان کی نیت کچھ بھی ہو۔ جو مقاصد انہوں نے ظاہر کئے تھے۔ وہ بُرے نہ تھے بلکہ ایک حد تک موجودہ حالت میں ضروری تھے۔ اب لاہور کی مستشار العلماء انجمن نے ان کی مخالفت میں ایک جلسہ کیا اور قرار دیا۔ کہ موجودہ پُر امن زمانہ میں اس نام کی انجمنوں کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی کسی قسم کے جہاد کی ضرورت ہے۔ اس انجمن کے اغراض و مقاصد اور اس کے کارکنوں کے کارناموں سے انجمن مستشار العلماء لاہور کے علماء کو ہرگز کسی قسم کا اتفاق نہیں۔“ یہ ہیں مسلمان علماء کے کارنامے اور اُن کی اسلامی غیرت۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیا تو مخالف خوب اُچھلے کودے مگر اب خود ان کو وہی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اس امر سے تو مجھے خوشی ہوئی ہے۔ مگر انجمن مستشار کی بزدلی اور کمزوری پر سخت تاسف ہے۔ جہاد کے معنے **سعی فی الدین** کے ہیں۔ اس کے معنے تلوار کے ساتھ کافروں کو قتل کرنا کس لغت میں لکھے ہیں۔ کیا **سعی فی الدین** کی ضرورت نہیں؟ اگر جہاد کے لفظ سے وہ ایسے ہی خائف ہیں۔ تو مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں انجمن مستشار العلماء کو قرآن مجید کے اس لفظ کے مشتقات کا نہایت ہی کریہہ اور بیہودہ فتویٰ نہ دینا پڑے۔ اس قسم کی کمزوری سے خیر خواہی اور فرمانبرداری ثابت نہیں ہو سکتی۔ ایسے جلسہ کے بجائے بہتر تھا۔ کہ وہ بطور خود انجمن مجاہدین کو تبدیل نام کا مشورہ دیدیتے اگر اس کی ایسی ہی ضرورت تھی۔ نہ یہ کہ ایک بیہودہ اور بھنگم رزولیوشن پاس کر دیتے۔

اس قسم کے کجفہمی اور دور از کار باتوں نے آجکل کے علماء کو بے وقر بنا دیا ہے۔ کاش وہ ضرورت وقت کو سمجھیں۔ اور اس قسم کے فضول اور بے معنی جھگڑوں سے پرہیز کریں۔

عیسائیوں کا بہت بڑا جلسہ

پر کاش کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ماہ حال ۲۲ نومبر ۱۹۰۹ء عیسائیوں کا ایک بڑا بھاری جلسہ آگرہ میں ہوگا۔ جس میں چین۔ جاپان۔ آسٹریلیا۔ یورپ و امریکہ وغیرہ سے چھ سات سو ڈیلیگیٹ جمع ہوں گے۔ اور ہندوستانی ڈیلیگیٹ مزید برآں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ جلسہ پندرہ بیس ہزار کے آدمیوں کا مجمع ہوگا۔ آریہ سماج اس موقعہ پر ایک خاص جلسہ کا انتظام کرنے والی ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے اس موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے کوئی انتظام ہوگا یا نہیں؟ بہر حال یہ ایک موقعہ ہے۔ کہ اشاعت اسلام کا اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر کل مسلمان مل کر قطع نظر اس خیال اور تفریق کے فلاں شیعہ ہے یا سُنّی۔ احمدی ہے یا غیر احمدی اپنی مجموعی طاقت سے کام لیں اور ایک پمفلٹ کوئی پچاس ہزار چھاپ کر تقسیم کردیں۔ تو تبلیغ عام اور اتمام حجت ہو سکتا ہے۔ مگر مسلمانوں سے ایسی امید ناممکن نہیں۔ تو محال ضرور نظر آتی ہے۔ اس لئے احمدی قوم سے ایسی توقع کرنا قرین مصلحت ہے۔ اس موقعہ پر ایک ایسا پمفلٹ شائع کیا جاوے۔ جس میں اسلام اور آریہ مت اور عیسویت کے اصولوں پر بحث اور مقابلہ ہو۔ اور یہ مقابلہ نہایت متانت قابلیت اور مؤثر پیرایہ میں ہو۔ احمدی قوم کو اس کام کرنا مشکل نہیں۔ اس لئے کہ علمی مواد ان کا امام ان کے ہاتھ میں اسقدر دے گیا ہے۔ کہ وہ ختم نہیں ہو سکتا۔ اور علاوہ بریں اس وقت ان کا موجودہ امام اور خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ مشکوٰۃ نبوت سے انوار حاصل کرنے والا ہے۔ جس کو قرآن کریم کا خاص فہم اور مذاق سلیم اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا ہے۔ اس قسم کا رسالہ لکھا جا سکتا ہے۔ اور وہ چھپ کر شائع ہو سکتا ہے۔ سوال صرف روپیہ کا رہ جاتا ہے۔ مگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں اگرچہ یہ تبلیغ صرف عیسویت کے پرستاروں تک ہی محدود ہوگی۔ اور وہ لوگ جو عیسویت کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے ہندوستان میں جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے بہت کم فائدہ کی توقع ہو سکتی ہے۔ تاہم میرے لئے تو اتنا ہی خوش کن خیال ہے کہ **تبلیغ** اور **اتمام حجت** ہو جائے گی۔ اور کیا عجب ان میں سے کوئی **سعید الفطرت** اور **حق جو** بھی نکل آوے۔ بہر حال یہ سوال قابل غور ہے۔ اہل الرائے اصحاب اس پر غور کریں۔ اور جو مناسب امر ہو۔ اُس کی تحریک کی جاوے۔

عربی تعلیم کی اہمیت

عربی زبان کی تعلیم مسلمانوں کے لئے ضروری ہی نہیں بلکہ میری سمجھ میں فرض ہے۔ اس لئے کہ ان کے پاکیزہ مذہب کی مقدس کتاب قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اور قرآن شریف کے مضامین سے واقف ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو مسلمانانِ عالم کے سید و مقتدا ہیں) کی ہدایات اور تعلیمات جو احادیث نبوی کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ عربی ہی زبان میں ہیں۔ عربی زبان کی ضرورت پر اور بھی دلائل اور وجوہات قائم ہو سکتے

ہیں۔ مگر یہاں میری غرض ان دلائل اور وجوہات کا دُہرانا نہیں بلکہ میں ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی اُس تقریر پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو آپ نے ۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء کو حسین آباد عربی سکول لکھنؤ کے سالانہ جلسہ انعام طلباء کی تقریب پر فرمائی ہے۔ آپ نے عربی زبان کی تعریف اور مسلمانوں کو اس کے سیکھنے کی ضرورت پر بہت زور دیا کیونکہ اس سے حاکم وقت کی اطاعت اور مذہبی اور اخلاقی پابندیوں کے نیک نتائج مترتب ہو سکتے ہیں۔ گورنمنٹ وقت کی فرمانبرداری کے فوائد اور برکات کا ذکر کر کے آخر میں امید ظاہر کی۔ کہ اس سکول سے لکھنؤ کے مسلمان شرفاء کے بچے اپنے بزرگوں کے مذہب کی عمدہ تعلیم پائیں گے۔ اور ملک کے عمدہ باشندے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ثابت ہوں گے۔"

یہ خلاصہ ہے ہز آنر کی تقریر کا جو انہوں نے عربی زبان کے متعلق فرمائی۔ میں نے کسی گذشتہ اشاعت میں ہز آنر کی زریں رائے اتحاد اسلامی کے متعلق شائع کی ہے۔ اور آج عربی زبان کے متعلق آپ کے پاکیزہ خیالات کی اشاعت سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ وقت ہے۔ کہ ہم عربی زبان میں خصوصیت سے ترقی کریں اور اس کے حصول کے لئے بہترین آسانیاں پیدا کریں۔ اور مسلمانوں میں عام شوق اور خواہش پیدا کرنے کے لئے مناسب وسائل اختیار کئے جاویں۔

مگر رونا تو اس بات کا ہے۔ کہ مسلمان متفق ہو کر کوئی کام کر نہیں سکتے یا کرنا نہیں چاہتے۔ اُن کی طاقتیں منقسم ہو رہی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی کوششوں کے بہترین نتائج کے لئے ابھی کوئی اور زمانہ آئے گا۔

تعلیمی پہلو سے ہی اگر دیکھا جاوے تو انفرادی کوششوں نے محنت۔ وقت اور روپیہ کے مصرف کو بڑھا دیا ہے ہر جگہ اور ہر مقام پر بلکہ ایک ہی جگہ کئی کئی سکولوں کے جاری کرنے کی کوششیں جیسی کچھ مفید ہو سکتی ہیں۔ وہ ظاہر امر ہے۔ مگر اس کا علاج ہو تو کیونکر ہو؟ کس راہ سے یہ ضرورت اس قوم کو محسوس کرائی جاوے؟ کن الفاظ میں اس کو مؤثر بنا کر ادا کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل دستگیری کریگا تو کچھ ہوگا۔ ورنہ

ہنوز دہلی دور است

ضرورت ہے اس امر کی کہ مسلمان جیسا کہ اُن کا دین ہے دین واحد پر جمع ہوں۔ ان کے خیالات اور اختلافات مٹ جاویں۔ اور وہ ایک ہی رسول ایک ہی کتاب کو ماننے والے ہو کر بالآخر ایک ہی خدا کے بندے کہلاک ل گروہ کام کریں۔ جو مسلمانوں کے دین اور دُنیا کے لئے مفید ہو۔ مگر یہ بڑے خیالات ہیں۔ اور اس وقت شائد شیخ چلّی کا خیالی پلاؤ ہی اسے کہا جائے گا۔ مگر میں مایوس نہیں اور مومن مایوس ہو بھی نہیں سکتا۔ اور میں تو اس وحدت کے لئے خدا تعالیٰ کی صریح وحی اللہ تعالیٰ کے ایک صادق مامور کی زبان سے سُن چکا ہوں۔ پھر مایوسی کے کیا معنی؟

بات کچھ اور تھی اور چلا کہیں گیا۔ ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم عربی زبان کی طرف توجہ کریں اور وحدت کے پیدا ہونے کے لئے بھی یہی ایک عظیم الشان ذریعہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک بجائے خود عربی تعلیم کا ایک سلسلہ جاری کر سکتا ہے۔ میں بہت سے خیالات اور ارادے ظاہر کرنے میں بدنام یا مشہور ہوں۔ اور ایک ہی وقت میں بہت سے کام کرنے کا خواہشمند یا حریص۔ یہ طریق مفید ہو یا غیر مفید یہ عادت مضر ہو یا نفع رساں اس اُدھیڑ بن میں رہنے والے انسان نے آخر کچھ نہ کچھ قوم کے سامنے رکھ ہی دیا ہے! میں اپنی استعداد اور قابلیت کو کبھی نہیں دیکھتا۔ میں قومی اور وقتی ضرورت کے سوال کو پیش رکھ کر اس کے متعلق کچھ نہ کچھ کر دینے کا عادی ہوں۔ اس لئے میں اپنے بعض مکرم اور قابل دوستوں کی مدد سے اس فکر میں ہوں کہ عربی زبان کے آسانی سے سیکھنے کے لئے کوئی مواد قوم کے سامنے رکھا جاوے۔ تاکہ وہ لوگ جو اپنے دوسرے اشغال کی وجہ سے پوری فرصت نہیں رکھتے۔ بطور خود فائدہ اٹھا سکیں اس موقعہ پر میں سخت ناسپاسی کے جرم کا ارتکاب کرونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ مخدوم قوم حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے قوم میں عربی زبان میں مذاق پیدا کرنے کے لئے تشحیذ الاذہان کا ایک خاص حصہ جدا کر دیا تھا۔ مگر جیسی کہ چاہئے۔ اس کی قدر نہ کی گئی۔ اب جبکہ حضرت صاحبزادہ صاحب اس زبان کے حصول کے لئے بہت محنت کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے نہایت ہی دل خوش کن امید ہے۔ کہ وہ اس کام کو اور بھی عمدگی سے کریں گے۔ اور اسلام کے لئے غیرت رکھنے والا دل اس عزیز زبان کی ترقی کے لئے کیا کچھ سعی نہ کریگا۔

بہر حال ضرورت ہے۔ کہ ہم اس زبان کے سیکھنے کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہوں۔ اور ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کے بیش قیمت مشورہ سے عملی فائدہ اٹھائیں۔

اپنی طاقتوں کا استعمال سیکھو

فلسفہ اخلاق میں یہ قیمتی نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ جس قدر قویٰ انسان کو دیئے گئے ہیں اور جسقدر جذبات کا عطیہ اسے ملا ہے۔ وہ دراصل بجائے خود اخلاق ہی ہیں۔ مگر ہم اپنی بد استعمالی یا ناواقفی سے اُنہیں رذائل بنا لیتے ہیں۔

غصہ ایک عمدہ چیز ہے۔ وہ انسان کی جان، مال، آبرو بچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس سے جذبۂ غیرت پیدا ہوتا ہے مگر ہم احتساب سے کام نہیں لیتے۔ اور بالکل ناجائز اور ناروا طریق پر اس کا استعمال کر کے جہاں ایک طرف خود بُرے نتائج کا شکار ہوتے۔ وہاں قوم اور سوسائٹی پر بھی اس کا بُرا اثر ڈال کر موجب ننگ ٹھہرتے ہیں۔ اسی طرح اُن تمام جذبات کا حال ہے۔ جو انسان کو دیئے گئے ہیں۔ مذہب وہ دانشمند حکیم ہے۔ جو طاقتوں کا استعمال سکھاتا ہے۔ مگر ہم ہیں۔ کہ مذہب کا جوا اپنی گردن پر رکھ کر بھی اس کی بہت کم پرواہ کرتے ہیں۔ یہ بات دراصل حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک صادقوں کی صحبت میں انسان نہ رہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین فرمایا ہے۔ گویا تقویٰ اللہ کی حقیقت یا حصول تقویٰ کی کلید ہے۔ کونوا مع الصادقین۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اخلاق فاضلہ کو ہم حاصل کریں۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ قویٰ اور جذبات کے صحیح استعمال کا طریق ہمیں معلوم ہو۔ تو اس کے لئے ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم قادیان میں کثرت سے آئیں اور خلیفۃ المسیح کی صحبت میں رہ کر ان

کمیوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ جن کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں موقع نہیں ملا۔ خدا کرے۔ کہ ہم اپنی اصلاح کے لئے بہتر وقت اور کافی موقعہ پاسکیں۔ اور ہمارے ارادے اور ہماری خواہشیں۔ ہماری تجویزیں اور ہماری راہیں سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوں۔ اور وہی ہماری آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ پاؤں ہو جاوے۔ تب ہی کچھ بات بنیگی۔ اور بیڑا پار ہوگا۔ ورنہ ڈر ہے کہ صداقت کی شمع ہاتھ میں رکھتے ہوئے بھی ہم اندھیرے میں ہوں ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

عہد اخوت اگرچہ مسلمان باہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر اس عہد اخوت کی تجدید ہوئی۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے اس عہد اخوت کو اور بھی مضبوط کیا۔ اسی کی تائید میں میاں محمد حسن دفتری میگزین نے ذیل کی تحریر بغرض اشاعت مجھے دی ہے جو بارگاہ خلافت میں بھی قبولیت کی عزت حاصل کر چکی ہے۔ اس لئے میں اس کو بڑی خوشی سے شائع کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

"اے میرے پیارے دوستو احدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سات آدمی ایسے ہونگے۔ جن کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے عرش کے سایہ میں امن کی جگہ عطا کریگا۔ اور ۲۔ آدمی ان میں سے ایسے ہونگے جنہوں نے خاص خدا تعالیٰ کی رضا کیواسطے آپس میں دوستی لگائی ہوگی اور پھر کبھی کوئی رنج اور بدظنی آپس میں نہ کی ہوگی۔"

"پس اے میرے پیارے دوستو! اس حدیث پر عمل کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے جوڑ بن جاؤ۔ اور ہمدرد بن جاؤ۔ اور ایک دوسرے کے غم اور فکر کو دور کرتے رہو۔ اور اور آپس میں ایک دوسرے کے واسطے بڑی توجہ سے دعائیں کرتے رہو۔ تاکہ خدا تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے اپنے عرش کے سایہ میں امن کی جگہ عطا کرے۔ اور یہ ضرور لازم

غرض ہے۔ کہ اپنے نزدیکی غریب بھائیوں کی اور غریب دوستوں کی اور غریب رشتہ داروں کی ہر طرح سے مدد کرتے رہو۔ جس طرح سے ان کی تکلیفیں دور ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح سے ضرور کوشش کر کے ان کی تکلیفیں دور کرتے رہو۔ تاکہ خدا تعالیٰ تمہارے عملوں کو پسند کرے۔ مگر ایسا نہ کریو۔ کہ غریبوں سے منہ پھیر کر اور ذلیل سمجھکر اور بُری نفرت سے دیکھکر امیروں کی مدد کرتے رہو۔ اور غریب بھائی دروازے پر چلاتا ہی رہے۔ تو اُن کی کی طرف دو توجہ بھی نہ کرو۔ میرے پیارے دوستو! امیروں کی محبت اور مدد ریاکاری سے ہر کوئی کرتا ہے۔ مگر غریبوں کی محبت اور ہمدردی اور مدد رضاء الٰہی کے واسطے کوئی خدا تعالیٰ کا پیارا نیک بندہ ہی کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ ہاں امیروں کی محبت اور مدد اور ہمدردی بھی ضرور کرو۔ مگر رضاء الٰہی کے واسطے کرتے رہو۔ مگر پہلے غریبوں کی مدد کرو۔ کیونکہ غریب بہت محتاج ہوتا ہے۔ اور غریب خوش ہو کر دعائیں بہت دیتا رہتا ہے۔ جب اُس پر کوئی احسان کرتا ہے۔ تو غریب بڑا خوش ہو جاتا ہے۔ پس میں اس حدیث پر انشاء اللہ پہلے عمل کرنے کو تیار ہوں کہ جو صاحب مجھ سے ذرہ بھی محبت رکھتے ہیں اور تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھائی ضرور بطور مہربانی کرکے جس طرح ہو سکے۔ مجھ غریب کو اپنا نام اور پتہ لکھکر پہونچا دیں۔ میں انشاء اللہ بڑی خوشی سے سب بھائیوں کا نام لکھکر یاد رکھوں گا۔ اور ہمیشہ انشاء اللہ مستقل طور پر دعائیں کرتا رہوں گا اور جس طرح کی مدد چاہیں اپنی توفیق کے موجب مدد بھی دیتا رہوں گا۔ خدا تعالیٰ رحم کرکے توفیق عطا کرے اور آگے بھی اپنے پیارے مخلص بھائیوں کے واسطے مستقل طور پر دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ قبول کرے آمین آمین

الراقم

خاکسار محمد حسن دفتری میگزین ۔ دارالامان قادیان۔

عربی زبان کیلئے خوشگوار موقع

انہیں کالموں میں عربی زبان کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے اب یہ معلوم کرکے کہ کلکتہ میں عربی زبان اور عربی دانوں کی حمایت کے لئے ایک انجمن قائم ہوئی ہے مجھے بڑی خوشی ہوئی اس کے متعلق اس انجمن کے ایک ممبر کی تحریر جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ نہایت دلچسپی سے پڑھی جاویگی۔ میں اپنی قوم کو اس موقعہ پر توجہ دلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ کلکتہ جیسے دور دراز جگہ میں جہاں انگریزی قریباً مادری زبان ہو رہی ہے عربی زبان کی حمایت اور تائید کے لئے ایک۔ باضابطہ انجمن کا قائم ہونا کیا تمہارے لئے قابل غور امر نہیں ہے۔ انگریزی مدرسے کے لئے تو نصف لاکھ سے زیادہ خرچ کرنے کے لئے تم آمادہ ہو اور عربی کے مدرسے کے لئے سال بھر میں چار۔ پانچ ہزار کا نہیہ بھی مشکل ہے؟ سلسلہ کی غرض اور مقصد تو حمایت اور حفاظت دین بتاتے ہو۔ اور فی الواقعہ یہی ہے۔ مگر اس زبان کی حمایت اور حفاظت کے لئے جس میں وہ دین ہے۔ جو عند اللہ الاسلام ہے۔ تمہارے روپیہ۔ تمہارے وقت اور تمہاری اولاد میں کوئی حصہ نہیں ؟ میں اس پر کچھ نہیں لکھتا۔ اس کا محاسبہ تم آپ کرو ایسی حالت میں ضرورت ہے اس امر کی۔ کہ تمہارا عربی مدرسہ بہت جلد قائم ہو۔ اور تمہاری ضرورتوں میں یہ مقدم ضرورت ہو پنجابی زبان کو علمی زبان بنانے والوں کی کوشش سے تم ناواقف نہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی تقریر تم میں سے بہتوں نے پڑھی ہوگی۔ اردو ہندی کا جھگڑا کوئی نیا امر نہیں۔ یہ جد و جہد کیوں ہے۔ اس سوال کو تم سوچو۔ کہ کیوں ہندی اور پنجابی کے سوال پر زور دیا جا رہا ہے ایسی حالت میں بھی اگر عربی زبان کی اشاعت کے لئے زور نہ دیا جاویگا۔ کہ مسلمانوں کی مذہبی زبان کو (جو بجائے خود علمی زبان ہے۔ جس کا ادب اپنی شیرینی اور جامعیت میں بے نظیر ہے) عام کیا جاوے۔ اس سے نہ صرف تمہارا منشار اشاعت دین کا پورا ہوگا۔ بلکہ حفاظت دین ہوگی۔ مسلمان مسلمان رہیں گے۔ انہیں معلوم ہوگا۔ کہ اُن کے پاک مذہب کی ہدایات اور تعلیمات کیسی جامع ہیں۔ ہمارے سلسلہ کی غرض احیاء اسلام ہے اور اس کے لئے عربی زبان کا احیا لازمی ہے۔ اسلئے جو لوگ اس مقصد کے لئے خصوصیت سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور عربی زبان میں ترقی کرنا چاہیں۔ وہ بذریعہ خطوط مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے مشورہ سے ایسا کورس (نصاب) تجویز کیا جاوے۔ جو ان

لوگوں کی تعلیم کا ذریعہ ہو سکے۔ جو اب باقاعدہ طالمعانہ زندگی نہیں رکھ سکتے۔ ایسے بیش نام ہو جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح کے استصواب اور منظوری سے علماء ملت کی تجویز کے موافق تین تین مہینے کا ایک کورس تجویز کر دیا جاویگا۔ اور اس کورس میں اپنے اپنے مقام پر امتحان ہر سہ ماہی کے بعد ہوتا ہے اور سالانہ امتحان ایسے لوگوں کا قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے کوئی فاضل سلسلہ لے۔ اور اس طرح پر ایک جماعت علماء کی اللہ تعالیٰ چاہے تو پیدا ہو جاوے۔ اور بچوں کے لئے مدرسہ عربیہ انشاء اللہ قائم ہو ہی جاویگا۔ بہر حال جو احباب میری اس رائے سے متفق ہوں۔ اور عربی زبان کی تحصیل کے لئے تیار ہوں۔ وہ مجھے اطلاع دیں۔ وہ اپنی تحریر میں اس امر سے بھی اطلاع دیں۔ کہ پہلے سے ان کی عربی تعلیم کسقدر ہے۔ اس کے بعد اب میں کلکتہ کے عربی دانوں کی حامی انجمن کے ایک ممبر کی تحریر شائع کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:۔

"کلکتہ میں ایک نئی انجمن عربی دانوں کی حمایت کے لئے قائم ہوئی ہے۔ جس کے لئے غالباً مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ خیر مقدم ادا کرنے پر آمادہ ہوگا لیکن یہ جب تک اس پر کافی مباحثہ نہ ہوے۔ ہم کوئی رائے دینا نہیں چاہتے۔ ہندوستان کے ہر حصے کے مسلمان اس کے ممبر ہو سکتے ہیں۔ اور کلکتہ رام موہن گھوش لین نمبر ۲۱ کے پتہ سے ابو البرکات مولوی عبد الروف صاحب سے انجمن کے متعلق مزید اطلاعات حاصل ہو سکتے ہیں۔ انجمن کے مقاصد حسب ذیل ہیں:۔

اول گورنمنٹ سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ عربی دان گروہ کو تعلیم یافتہ سمجھا جائے۔ اور ضروریات کاروبار کے متعلق جو علوم ہیں مثلاً جومیٹری و جغرافیہ و تاریخ وغیرہ یہ سب عربی مدارس میں داخل کئے جائیں۔

دوئم جب علوم مروجہ کی کتابیں عربی میں موجود ہیں۔ جن کو پڑھ کر کاروباری دنیا کے سی طرح ایک انگریزی تعلیم یافتہ سے عربی تعلیم یافتہ پیچھے نہیں رہ سکتا۔ بہت سی ضروری شاخوں میں ان کو داخل کیا جائے۔

سوئم وکالت کے لئے جس طرح ایک انگریزی تعلیم یافتہ کو قانون کے امتحان میں شریک ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اسی طرح تمام ہندوستانی یونیورسٹیوں میں عربی تعلیم یافتہ کو بھی اجازت دیجائے کیونکہ صرف انگریزی زبان جاننا قانون نہ سمجھنے کی علت نہیں ہو سکتی۔

چہارم مقدمات فوجداری کے لئے انگریزی تعلیم یافتہ اور عربی تعلیم یافتہ مساوی ہیں۔ اور مقدمات دیوانی کے ایک بڑے حصہ کو جس کا تعلق شریعت سے ہے۔ عربی تعلیم یافتہ زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ لہذا ان محکمہ جات میں داخل ہونے کی انہیں اجازت ملنی چاہئے۔" راقم ایک ممبر

حضرت اورنگزیب علیہ الرحمۃ

حضرت محی الدین کا نام اسلامی تاریخ میں ہمیشہ نہایت عزت کے ساتھ روشن رہیگا۔ اور مسٹر سید علی امام صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے مسلم لیگ کے امرتسری اجلاس میں حضرت اورنگزیب کے متعلق اپنی تقریر صدارت میں ایک غلطی کھائی تھی۔ جو بعد میں دور بھی ہو گئی۔ مگر مطبوعہ تقریر جو اخبارات میں جا چکی تھی اس سے استنباط کر کے آریہ اخباروں نے طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ اس میں آریہ اخباروں کا کچھ قصور نہیں۔ دراصل یہ ہماری اپنی غلطی ہے۔ کہ بلا سوچے سمجھے ہم ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا۔ اور یہ مصیبت اس وجہ سے آتی ہے۔ کہ انگریزی خوان لیڈران ملک کے معلومات کا ماخذ صرف انگریزی تاریخیں ہوتی ہیں۔ اور وہ قومی لٹریچر سے ایک حد تک نہیں عموماً ناواقف ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لئے بغیر کسی قسم کے تامل کے وہ اس انگریزی تاریخ کی بنا پر جو جانتے ہیں۔ کہدیتے ہیں۔ اور مخالفین کے ہاتھ میں ان کے بڑے نام سے ایک دستاویز آجاتی ہے۔ جس کو لیکر وہ شور مچاتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری امر ہے۔ کہ جدید تعلیم یافتہ بزرگ قومی اور مذہبی امور پر جب کوئی تقریر کریں۔ تو وہ مستند علماء کی اصلاح کے بعد ہونی چاہئے۔ ورنہ ایسی غلطیوں کا احتمال رہیگا۔

محمڈن کالج کے ٹرسٹی

علیگڈھ کالج کے ٹرسٹیوں میں ترمیم اسر کی جدید تعداد منظور کی گئی ہے۔ ان میں سے پندرہ عہدے پہلے سال میں اور باقی ہر سال پانچ عہدوں کا اضافہ ہوا کریگا۔ علیگڈھ کالج کے متعلق عام دلچسپی اور مذاق پیدا کرنے کے لئے یہ تجویز بہت ہی مناسب اور قابل قدر ہے۔ علیگڈھ کالج کے ٹرسٹیوں کی دور اندیشی کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ اپنے زمرہ میں پرانے فیشن کے علماء کو بھی شامل کرتے جاتے ہیں۔ یا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبد الاحد صاحب مجتبائی پریس دہلی کے مالک کو بھی ٹرسٹی بنانے کی تحریک کی گئی ہے۔ نو تعلیمیافتہ اور پرانے علماء کا مجموعہ بہت مفید نتائج پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ خدا کرے۔ ایسا ہی ہو۔

دار الامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اور آپ کے اہل و عیال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت کی صحت و عافیت کی خبر قوم کے لئے بہت خوش کن ہے۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد عربی زبان کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہیں۔ صاحبزادہ صاحب عنقریب ایک اور عظیم الشان اشتہار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کے متعلق شائع کرنیوالے ہیں۔ جو ان ایام میں پوری ہوئی ہیں۔ یہ اشتہار کئی ہزار کی تعداد میں حضرت صاحبزادہ صاحب اپنی طرف سے شائع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایسے مبارک ارادوں میں برکت دے۔ اور انہیں بیش از پیش توفیق دے۔ کہ وہ خدمت دین کے لئے ہماری آرزوؤں کے پورا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

۴۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب اپنی رخصت منسوخ کرا کے دہلی واپس تشریف لے جانے والے ہیں۔ اور حضرت فاضل امروہی بھی کچھ دنوں کے لئے عازم وطن ہیں۔

بسلامت روند و باز آیند

عورتوں کو وعظ

جولائی ۱۹۰۲ء میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے مستورات کو وعظ کرنے کا طریق اختیار فرمایا۔ چنانچہ بعد عصر حضور اپنے گھر میں وعظ کرتے۔
اس وقت میں نے اس وعظ کے نوٹ حاصل کرنے کی سعی کی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بامراد کیا۔ اُن مواعظ میں سے ایک آج یہاں دیتا ہوں۔ جو ۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء کا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۰ جولائی ۱۹۰۲ء

تھوڑے دن ہوئے ہیں۔ کہ گوروداس پور میں ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ وہ ہندؤوں کے جلے ہوئے مردہ کو کھاتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا۔ کہ تم کیوں مردہ کھاتے ہو؟ (چپ) اسی طرح آدمی سے پوچھا جاویگا۔ کہ تم کیوں غیبت کرتے تھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ آج تمہارے پر تمہاری مائیں حرام کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو حیوانوں کی طرح پایا تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اُن کو انسان بنا دے۔ آپ نے اُن کو سمجھایا کہ بدکاری نہ کرو۔ یہ لوگ بالکل اُمّی تھے پہلے اس سے جو حضرت عیسیٰ گئے تھے وہ پڑھے لکھوں میں آئے تھے۔ اور پیغمبروں نے بھی اپنی امتوں کو یہی کہا کہ خدا پر ایمان لاؤ اور بدکاری نہ کرو۔ حضرت عیسےٰ نے بھی سمجھایا۔ مگر اُن کو بدکاری کے واسطے بڑا میدان خالی تھا۔ وہ جانتے تھے کہ پیروں کی پوجا یا اُن کو ماننا اچھا نہیں اور حرام کاری کرنا اچھا نہیں۔ مگر باوجود بہت سی آسانی کے اُن کو درست نہ کر سکے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی تھی۔ کہ اُن کی کتابوں میں لکھا تھا۔ کہ جب عیسےٰ آویگا۔ تو اُس سے پہلے الیاس آسمان سے آوے گا۔ جس طرح آج کل مسلمانوں کا اور انگریزوں کا یہ مذہب (عقیدہ) ہے۔ اُسی طرح ان کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا تھا۔ کہ عیسیٰ جب آویگا۔ جبکہ الیاس فوت شدہ جو آسمان پر ہے۔ زندہ ہو کر آجاویگا۔ اور لکھا تھا۔ کہ سچا عیسےٰ جب آویگا۔ کہ پہلے الیاس آکر اُس کی راہ صاف کردیگا۔ اور یہ بھی انہوں نے عذر کیا۔ کہ آنیوالا عیسیٰ باسامان اور بادشاہ ہوگا۔ تیرے ساتھ کوئی سامان نہیں۔ ہم بھوکے مرتے ہیں۔ تو شاہنشاہ نہیں ہے۔ تو حضرت عیسےٰ نے کہا۔ کہ الیاس سے مراد ایک اور شخص ہے۔ جو اُس کی خو خصلت پر ہوگا۔ اور وہ یحییٰ ہے اگر چاہو۔ تو قبول کرو۔ وہ جلدی سے حضرت یحییٰ کے پاس گئے۔ اور پوچھا کہ کیا تُو الیاس ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں تو الیاس نہیں ہوں۔ بس اس پر یہود کو یقین آگیا کہ یہ بڑا اُستاد (یحییٰ) اور شاگرد (عیسیٰ) کا فریب ہے

اور دوسرے حضرت مریم پر بڑا اعتراض پیدا ہوا۔ کیونکہ جب حضرت مریم شکم مادر میں تھیں تو اُن کی ماں نے عہد کیا تھا اور نذر مانی تھی کہ جو پیدا ہوگا۔ وہ ساری عمر بیت المقدس کی خدمت کریگا۔ اور لڑکی ہوگی تو ساری عمر نکاح نہ کریگی۔ پس یہ امر برعکس ہوگیا۔ کہ حضرت مریم کو بعد جوان ہونے کے شکم ہوگیا۔ لوگوں نے کہا کہ دیکھو یہ تارکہ تھی۔ مگر اس کو تو پیٹ ہے یہ نیکبخت کہاں کی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کی پیدائش پر بھی اور شک پیدا ہوگیا۔ کیسا ہی مرد نیک ہو۔ یا کوئی بات کیسی ہی اچھی ہو۔ مگر لوگ خواہ نخواہ بدظنی کرتے ہیں۔ جب فرشتہ آیا اور حمل ہوگیا۔ اور حضرت مریم نے کسی سے یہ بیان نہ کیا۔ جب چار پانچ مہینہ ہوگئے۔ تو پھر سب کو فکر پڑی۔ اور ایک شخص ضعیف العمر کو نکاح کرلینے کے واسطے بلایا۔ تو اُس نے انکار کیا۔ دیکھو پہلا عہد تھا۔ کہ تارکہ رہیگی۔ اب نکاح ہونے لگا اور نکاح بھی عین حمل میں۔ یہ بھی توریت کے رو سے حرام تھا۔ اور حضرت عیسیٰ کے چار بھائی اور تھے۔ اور تین برس تک اپنے باپ کے ساتھ نرکھان کا کام کرتے تھے۔ اور پھر خدا نے پیغمبر ہونے کی تیس سال کی عمر میں بشارت دی۔ اب دیکھو۔ یہ مجبوریاں اُن کو پیش آگئیں۔ دوسری بدگمانی بھی تھی۔ اس واسطے اُنہوں نے قبول سے انکار کیا۔ مگر جن لوگوں میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ وہ بالکل اندھے تھے اُن کا قول یہ تھا۔ ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیٰی وما نحن بمبعوثین (یعنی انسان چند برس تک جی کر پھر مرجاتا ہے۔ قیامت کچھ چیز نہیں) اس مذہب کو دہریہ کہتے ہیں۔ بعضے اُن میں دہریے تھے۔ بعضے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ساری قسم کی عبادتیں بتوں کے لئے رکھی تھیں۔ ہر قسم کا جانور کھا لیتے تھے۔ کوئی پرہیزگاری نہ تھی۔ کتا بلی کھا لیتے تھے۔ اُن کو درست کرنے کو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے حضرت عیسیٰ کو پڑھے لکھے آدمی دیئے گئے تھے۔ وہ اُن کو بھی درست نہ کر سکے۔ مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو درست کردیا دیکھا کیسا فضل الٰہی ہے۔ کہ اب کتنے پرہیزگار آدمی ہیں جن کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اُس وقت جو مسلمان ہوئے اُن کی نسبت خود خدا نے گواہی دی اور فرمایا کہ یبیتون لربھم سجدا وقیاما۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اصلاح کی ہے۔ اگر ایک آدمی کو درست کرنا ہو۔ تو کتنی مشکلات پیش آتی ہیں۔ مثلاً ایک چوری کی عادت ہٹانا بڑی مشکل ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی اصلاح کیواسطے بھیجا تھا۔ جو بہت گندے تھے۔ مگر پھر اللہ نے کامیاب کیا۔ وہ نہیں جانتے تھے۔ کہ احسان کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عدل کرو۔ عدل یہ ہے کہ دوسرے کے حق کو چھوڑ دینا اور اپنے حق قائم رکھنا۔ اگر آدمی اس سے زیادہ نیکبخت بننا چاہے تو وہ اور درجہ ہے۔ اُس کو احسان کہتے ہیں۔ ایک شخص کا حق نہیں ہے کہ اُس کو کچھ دیا جاوے۔ مگر رحم کرکے اُس کو کچھ دینا یہ احسان ہے۔ مثلاً قرضہ دینا ہے۔ یہ تو اُس کا حق ہے۔ اس کو احسان نہیں کہتے۔ جو شخص کسی کا قرضہ مارتا ہے۔ وہ کیا نہیں جانتا کہ جس کو میں نے نہیں دیا۔ اس کا حق میں نے مارا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کا جس نے قرضہ دینا ہے۔ جنازہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اُس کو کس قدر بےنصیب سمجھنا چاہئے اصل بات یہ ہے۔ کہ قرضہ کیا چیز ہے۔ انسان کے اندر تین نیکیاں ہیں۔ ادنیٰ نیکی یہ ہے۔ کہ جس کا کچھ دینا ہے۔ اُس کا حق ادا کرے۔ تو جو شخص ادنیٰ درجہ کی نیکی نہیں کریگا۔ تو اس نے دنیا میں آکر کیا کیا۔ اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایسے لوگوں کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔ ادنیٰ درجہ پر بھی قائم نہیں ہے[سلہ] اس سے اگلا درجہ احسان کا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ایک شخص نے کسی کی دعوت کی۔ اور عمدہ کھانا مکلف پکا کر کھلایا۔ اور خوب تواضع کی۔ تو اُس شخص نے کہا۔ کہ تم نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ جو حق دعوت کا تھا۔ وہ پورا کیا۔ مگر میں نے بڑا احسان کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب تم نے مجھے بُلایا تو میرا احسان یہ ہے۔ کہ میں نے تمہارے مکان کو جو لاکھوں روپیہ کا ہے اکیلا پاکر آگ نہیں لگا دی۔ دیکھو یہ کیا نیکی ہے۔ لیکن مومن جس کو خدا نے ایمان دیا ہے۔ وہ ادنیٰ نیکی جو عدل ہے۔ اس کو بھی نہیں گنواتا۔ اور دوسرے درجہ کی نیکی احسان ہے (اس وقت بچوں کے شور اور بڑھیا کے غوغا سے سلسلہ تسامع ٹوٹ گیا) وہ بھی حاصل کرتا ہے ..... ایک آدمی (نوکر) کو حضرت امام حسینؓ نے غضب کی نظر سے دیکھا اُس نے یہ آیت پڑھی کہ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ دیکھو یہ بات بڑی ہے۔ کہ جس کے تابع ہوتا ہے۔ وہ چاہے کچھ کرے۔ مگر اُنہوں نے کہا کہ الکاظمین وہ ہوتے ہیں۔ جو اوپر سے غصہ ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ گو دل میں خفگی ہو۔ اُس نوکر نے کہا کہ اب اگلا فقرہ بھی پڑھیں۔ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ تب حضرت امام حسین نے فرمایا (دیکھو کس ادب سے نام لیا جاتا ہے۔ اس پر بھی لوگ ناواقف کہتے ہیں۔ کہ حضرت حسین سے اپنا مرتبہ بڑھ کر سمجھتے ہیں) کہ میں نے اندر سے بھی تجھ کو معاف کر دیا۔ آدمی روزہ رکھتا ہے۔ نماز بھی پڑھتا ہے۔ مگر نرے روزہ نماز سے کام نہیں چلتا۔ جب تک اندر سے صفائی نہ ہو لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ مگر زبان اور آنکھ بند نہیں کرتے۔ ایک جگہ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے۔ ایک شخص کی اشرفی کسی کے گھر جاتی رہی تھی۔ لوگوں نے تلاش کر کے جب دی۔ تو کہا کہ یہ میری اشرفی نہیں۔ اور اشرفی کی کوئی بیّن شناخت نہیں۔ شائد اس گھر والے کی یا کسی اور شخص کی ہو۔ اس واسطے میں نہیں لیتا۔ دیکھو اُس نے صرف اس لحاظ سے بیس پچیس روپیہ کا نقصان کر لیا کہ کہیں دوسرے کا حق نہ ہو۔ اسی طرح آدمی ترقی کرتا کرتا مومن بنتا ہے۔ مومن بننا آسان نہیں۔ اس سے اگلا درجہ احسان کا ہے۔ احسان یہ ہے کہ کوئی حق نہیں مگر تب بھی دوسرے کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ احسان اُس کو کہتے ہیں۔ کہ بغیر دوسرے کے مقابلہ کے نیکی کرے۔ اس سے آگے درجہ ایتاء ذوی القربیٰ کا ہے۔ بعض آدمی ہمسائیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ یہ کیا۔ ہمارے فلاں احسان کو فراموش کر دیا۔ اس طرح احسان جتاتا رہتا ہے . . . . کہ اب دیکھو اگر کسی بچہ کی ماں کو کہا جاوے۔ کہ تیرا بچہ اگر مر بھی جاوے تو بادشاہ ناراض نہ ہوگا۔ بلکہ خوش ہوگا۔ وہ ماں اس کہنے سے ایسا بُرا مانیگی۔ کہ جس کا کچھ حد و حساب نہیں۔ تو ماں بچے کی اگر بیمار ہوگی۔ تب بھی وہ بچے کے ساتھ احسان کریگی۔ یہ محبت ذاتی ہے۔ محبت ذاتی والا انسان بڑا درجہ پاتا ہے۔ اگر کسی کو معلوم ہو جاوے۔ کہ یہ نیکی صرف اللہ کے واسطے کی ہے۔ تو وہ شخص اُس محسن پر عاشق ہو جاتا ہے۔ مجھے ایک مثال یاد آئی ہے۔ کہ ایک بادشاہ بڑی رات کو شہر گشت کرنے لگا۔ تو ایک آواز آئی۔ کہ اب میں جاتی ہوں۔ کون شخص مجھے روک سکتا ہے۔ بادشاہ آگے بڑھا۔ ایک سپاہی کھڑا ہوا تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہے۔ اُس نے کہا۔ ہمیشہ سے اسی طرح یہ آواز آتی ہے۔ میں بھی سُنتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ جا کر اس کا پتہ لا۔ وہ سپاہی ہوا کے رُخ گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ قبرستان سے آواز آتی ہے۔ وہ چوکیدار وہاں گیا۔ بادشاہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے وہاں گیا۔ اُس نے خیال کیا۔ کہ چوکیدار کسی سے کچھ لیکر مجھ سے جھوٹ نہ کہے جب چوکیدار نے پوچھا۔ کہ اے عورت تو کون ہے اور کہاں جاتی ہے۔ اور کیوں تجھے روکنے کی ضرورت ہے۔ تو اُس کو یہ آواز آئی۔ کہ میں بادشاہ کی عمر ہوں۔ عنقریب اب بادشاہ مر جاویگا۔ چوکیدار نے کہا۔ کہ تو کسی طرح سے رک بھی سکتی ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ ہاں اس طرح پر کہ کوئی بچہ اپنا مجھ کو اس جگہ پر بھینٹ چڑھا دے۔ اُس چوکیدار نے چپکے سے واپس ہو کر گھر جا کر اپنی عورت سے کہا۔ کہ بادشاہ کے احسان ہمارے اوپر بہت ہیں۔ اپنا لڑکا ہم کو بھینٹ دینا ضروری ہے (بادشاہ خفیہ طور پر اس وقت بھی ساتھ تھا۔) اور لڑکے کو لیکر اُس عورت کے پاس رات کو ہی گیا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ مجھ کو تو صرف تیری آزمائش منظور تھی مجھکو معلوم ہوا۔ کہ تو بڑا وفادار ہے۔ بادشاہ بھی ساتھ تھا۔ اُس نے بھی سُنا۔ اور چوکیدار سے پہلے اپنی جگہ پر آگیا۔ تو چوکیدار نے اس قصہ کو چھپایا۔ اور بادشاہ کے پاس جب گیا۔ اُس نے کہا کہ کیا ہوا۔ تو چوکیدار نے کہا۔ کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے غصہ میں آکر کہا تھا۔ میں نے اب اُن کو منا دیا ہے اُس (بادشاہ) نے کہا۔ کہ اے چوکیدار! تیری ہمت پر آفرین! تو چوکیدارہ کے لائق نہیں۔ جب صبح ہوگی۔ تو میں تجھے تخت پر بٹھلاؤں گا۔ صبح کو بادشاہ نے سب کو کہا کہ یہ شخص میرا جانشین ہے۔ جو کوئی شخص اس کے کہنے پر نہیں چلیگا تو میں اُس کو سزا دوں گا۔ اس طرح پر جو لوگ ایسی نیکیاں کرتے ہیں۔ تو خدا اُن سے کہتا ہے۔ کہ جب قیامت ہوگی۔ تو میں تم کو اوّل درجہ کی جزا دوں گا جیسے اُس بادشاہ نے چوکیدار سے صبح ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ سو اس طرح یہ درجہ احسان کا بہت بڑا ہے۔ یہ تیسرا درجہ نیکی کا ہے جیسے سپاہی نے کیا۔ اور بچہ اور اس کی ماں کا قصہ پیچھے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے تین درجے ہیں۔ جب حضرت موسیٰؑ آئے۔ تو یہودی لوگ فرعون کی غلامی میں چار سو برس سے رہتے تھے جس طرح پر ایک آدمی غلامی میں رہتا ہے۔ اور وہ سفلہ طبع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پر اُن کو عدل بھی بھول گیا تھا۔ توریت میں اسی واسطے دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان کی تعلیم دی گئی تھی کیونکہ وہ تو عدل کرنا بھی نہ جانتے تھے۔ مگر جب چودہ سو سال کے بعد حضرت عیسیٰؑ آئے۔ تو اُنہوں نے احسان کا سبق دیا۔ کہ اگر کوئی تیرا کُرتہ لے تو چادر بھی حوالہ کر دے اور کوئی تیری گال کو ٹھٹے۔ تو پائجامہ بھی دیدے۔ لیکن یہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم بھی ناقص تھی۔ یہودیوں کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب تک وہ بدلہ نہ لے لیں۔ صبر نہ کر سکتے تھے حضرت عیسیٰؑ نے یہ تعلیم دی۔ اور یہ ہی موقعہ کے مناسب تھی۔ مگر اب اگر سارا دن یہ ہی کرتا پھرے۔ کہ جس نے کُرتہ مانگا اُس کو چادر بھی دیدی۔ تو کیا حال ہو۔ قرآن شریف کی تعلیم اسی واسطے مکمل ہے۔ کہ وہاں لکھا ہے کہ فمن عفی

[سلہ] اگر چوری کرے گا۔ تو سزا پائیگا۔ اور خون کرے گا تو پھانسی لگیگا۔ یہ چھوٹا درجہ ہے۔